آج سے پونے دوسو برس پہلے کا ہندوستان

اس کے عہد کے ایک سندھی عالم کے قلم سے

مولانا عبدالرشید نعمانی

مخدوم ابراہیم ٹھٹوی سندھی المتوفی ۱۲۱۸ھ مخدوم عبداللطیف کے بیٹے اور مخدوم محمد ہاشم کے پوتے ہیں اور اپنے والد بزرگوار اور جدّ امجد کی طرح خود بھی مشہور عالم اور عارف گذرے ہیں آپ نے بہت سی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں مقام منڈی واقع ریاست کچھ میں (جو پاکستان میں نہیں ہے) آپ کی وفات ہوئی۔ اور وہیں سپرد خاک کئے گئے۔

کتب خانہ مظہر العلوم کراچی میں آپ کی متعدد عربی تصانیف کے قلمی نسخہ موجود ہیں جن میں ایک آدھ کے علاوہ سب پر مصنف کے دستخط اور مہریں ثبت ہیں ان میں دو رسالے دماج المغنم اور اماطۃ اذی البیدعن طریق جواز استعمال اموال الکافر الغنید بھی ہیں جو ۱۲۰۹ھ میں آپ نے تصنیف فرمائے تھے۔ پہلا رسالہ ریاست جودھپور کے دار الحرب ہونے کے ثبوت میں ہے اور دوسرے میں یہ ثابت کیا ہے کہ اس عہد کے سندھی ہندو ذمی قرار دیئے جانے کے مستحق نہیں۔ بعض معاصر علماء نے ان دونوں مسئلوں میں آپ کی مخالفت کی تھی جس کے جواب میں آپ نے سوا دو سو صفحے کی ایک مبسوط تصنیف نشر حلاوی المعارف والعلوم فی الردّ علی امن نصر الکفر واھل الرسوم سپرد قلم فرمائی۔ اور اس میں بڑے پرزور دلائل کے ساتھ ہر دو مسائل میں اپنے دعوی کا اثبات فرمایا۔ اس کتاب میں فقہی تحقیقات کے علاوہ اس دور کے بہت سے تاریخی واقعات بھی آگئے ہیں۔ جس سے ہندو اقتدار کے اصلی خط و خال نمایاں

ہوجاتے ہیں اور ہندوؤں کی کافرانہ ذہنیت بے نقاب ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ نیز سندھ کے بہت سے حالات پر روشنی پڑتی ہے جو دلچسپی سے خالی نہیں۔ اس لئے ہم ان کا اقتباس ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ کتاب کا قلمی نسخہ کتب خانہ مذکور میں موجود ہے۔

جودھپور کا حال: — وہاں نہ صرف یہ کہ کفار نابکار ایسا کرتے ہیں بلکہ مدعیان اسلام کی اکثریت بھی جو ان کے ساتھ میل جول اور اختلاط رکھتی ہے دکانوں اور بیچ بازاروں میں بت پرستی کرتی استھانوں کو پوجتی اور جانوروں کی مورتیوں کی پرستش کرتی ہے۔ حاجتوں کے برلانے اور مرادوں کے پورا کرنے کے لئے ان سے مدد مانگتی ہے۔ مال اولاد اور ہر طرح کی خیر کا ان سے سوال کرتی ہے۔ اور ہر طرح کی تکلیف اور مصیبت میں ان کی پناہ پکڑتی ہے۔ (ورق ۲۵)

"یہ اہالی جودھپور بلند آواز سے اذان کہنے کو منع کرتے ہیں۔ (ورق ۲۵)

"حلال جانوروں کے ذبح کرنے پر دارو گیر ہے۔ اگر کوئی مسلمان اپنے گھر میں بھی خفیہ طور سے کسی مرغ یا پرندے کو اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے اور انہیں اس کی خبر ہوجاتی ہے تو اس کی گردن اڑا دیتے ہیں، یا مار پیٹ اگالی گفتار اور مال لے کر اسے اذیت پہنچاتے ہیں۔ ہم نے ایک معتبر شخص کی زبانی سنا ہے کہ ان ہی دنوں وہاں کسی مسلمان نے ایک حلال جانور کا ذبیحہ کیا جس پر کافروں نے اس کو طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں پہنچائی، اس ایذا اور ضرر رسانی کی خبر جب وہاں کے ایک عالم کو ہوئی جو نواح جودھپور ہی میں سکونت گزیں تھا۔ تو وہ اس مصیبت زدہ کی کافر حکام کے پاس سفارش لیکر آیا اور ان کو نصیحت کرنے لگا جس پر ان لوگوں نے اس غریب عالم کو قتل کر ڈالا اور بیچارہ کا مال اسباب لوٹ کر اس کے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا اور اس کی مذہبی کتابوں کے ساتھ جو اس کی متروکہ ہیں ان کو ملیں وہ نازیبا سلوک کیا جو لائق بیان نہیں۔ (ورق ۲۵)

ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ محض مسلمانوں کو چڑانے اور اسلام کا مذاق اڑانے کے لئے ایک نام نہاد مدعی اسلام کو جو محض جاہل مطلق ہے۔ ان لوگوں نے عہدہ قضا تفویض کیا ہے۔ اور اس نالائق کا نام قاضی گنگا رام رکھ چھوڑا ہے۔ اور عین اس وقت جب مسلمانوں سے مسخرہ پن کرتے اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں لسے قاضی گنگا رام کہہ کر آواز دیتے ہیں اور اس طرح مسلمانوں پر پھبتی کسی جاتی ہے۔ (ورق ۲۵، ۲۶)

وہاں کوئی مسلمان نہ علانیہ ختنہ کرا سکتا ہے نہ جمعہ و جماعات کو کھلے بندوں قائم کر سکتا ہے نہ کسی معروف شرعی کو علی الاعلان کہہ سکتا اور نہ کسی منکر دینی کو ظاہر میں روک سکتا ہے" (ورق ۲۶)

اہالی جودھپور میں سے کسی کی مجال نہیں ہے کہ وہ اسلام قبول کر سکے اور جو بالفرض کوئی اسلام لے آئے تو اسی ساعت اس کا خون بہا ڈالیں"

"یہ اہل اسلام کو اذیتیں دیتے ہیں۔ ان کے ساتھ گالی گفتار سے پیش آتے ہیں۔ مار پیٹ کرنے اور ان کی اہانت کرتے ہیں۔ مسلمان ان کے یہاں صد درجہ ذلیل اور ان کی رعایا میں سب سے زیادہ بے وقعت ہیں" (ورق ۲۶)

"جودھپور کی مساجد کو دو سو برس یا زیادہ ہوتے آئے کہ کھنڈر بن چکی ہیں اور کچھ باقی بچ گئی ہیں ان میں سے اکثر میں لید بھری ہوئی ہے۔ بعض مسجدوں میں مسلمان نماز بھی پڑھتے ہیں تو بلند آواز سے اذان نہیں کہہ سکتے۔ بعض مسجدوں کے گھورے پیشاب خانے، پاخانے اور غسلخانے بنائے جا چکے ہیں یہی نہیں بلکہ بعض مساجد میں اونٹ، گھوڑے، گدھے، گائے اور بھینس باندھتے ہیں جیسا کہ بہت سے معتبر لوگوں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ خدا جانے مسلمان کہاں ہیں اور غیرت اسلامی کیا ہو گئی ہے" (ورق ۲۶ - ۲۷)

سندھ کا حال

ہمارے دیار سندھ میں علانیہ شراب کشید کی جاتی ہیں"۔ (ورق ۲۸)

نرد و شطرنج کی بازی ہوتی ہے۔ (ورق ۲۸)

رنڈیوں کی کسب کی آمدنی میں سے ایک حصہ حکومت وصول کرتی ہے۔ (ورق ۲۸)

ہیجڑوں پر مالی ٹیکس مقرر کیا جاتا ہے۔ (ورق ۲۸)

نشہ آور چیزیں چاول وغیرہ سے علانیہ طور پر بنائی جاتی ہیں۔ (ورق ۲۸)

دکانوں پر بت پوجے جاتے ہیں۔ (ورق ۲۸)

کافروں کے مندروں کے چراغ دفضا، آسانی میں روشن رہتے ہیں تاکہ کفر کی شہرت میں قوت باقی رہے۔ (ورق ۲۸)

مسجدیں ویران ہوتی جا رہی ہیں، عبادات جیسے نماز وغیرہ کی انجام دہی کی کوشش نہیں

کی جاتی۔ (ورق ۲۸)

اتنا ہی نہیں بلکہ فصل مقدمات میں مکھیاؤں کی طرف جو کافروں کے رئیس ہیں رجوع کیا جاتا ہے، اور اگر کوئی مسلمان قاضی کسی کافر مکھیا کی مخالفت کرتا ہے تو اسے سخت ایذا پہنچائی جاتی ہے، خدا ان مکھیاؤں کو سمجھے میں کئی بار ان مصائب کا شکار ہو چکا ہوں چنانچہ شہر ٹھٹہ میں میں اس قسم کی مصیبتوں سے اس طرح دو چار ہوا کہ زمین باوجود اپنی تمام وسعتوں کے مجھ پر تنگ ہو گئی اور فسق کے اژدہام اور رسوم کفر و شرک کی اشاعت کی بنا پر مسلمانوں کے عین دیار یعنی بلدہ ٹھٹھہ محروسہ سے جو میر فتح علیخاں تالپور کی عملداری میں ہے، میرے لئے سوائے ہجرت اور ترک وطن کے کوئی مفر نہ رہا۔ آخرکار وطن کو خیرباد کہا مکانات چھوڑے تجارت گاہیں چھوڑیں کھیت چھوڑے، دوست احباب اور بھائی بندوں کو چھوڑا اور بندر کراچی کو ہجرت کر آیا۔ یہ نواب میر نصیر خاں کا زمانہ تھا اور وہ بقید حیات تھا۔ (ورق ۲۸)

کراچی کا حال

کراچی میر نصیر خاں اور میر فتح علی خاں کے عہد میں :- میں نے وہاں بھی بہت بدعات دیکھیں، تاہم نواب میر فتح علی خاں کی عملداری کی بہ نسبت کم تھیں اس پر تین برس گذرے تھے کہ نصیر خاں مر گیا اور اللہ سبحانہ نے قلعہ کراچی کا میر فتح علیخاں کو وارث بنایا پھر تو بدعات اور کفریات کی وہ اشاعت ہوئی کہ جس کے بیان سے دل تنگ اور اظہار سے زبان گنگ ہے۔

ہم نے میر فتح علیخاں کو جو تبلیغ کی وہ فائدہ مند ثابت نہ ہوئی، اس نے امور دین کا اہتمام نہیں کیا آخر دینی امور کی بے وقعتی ہونے لگی اور احکام اسلام کا کچھ پاس نہیں رہا۔ (ورق ۲۹)

مسلمان غلام اور مسلمان کنیزیں کافروں کے دست تصرف میں ہیں اور ان کی خدمات بجالاتے ہیں۔ (ورق ۲۹)

کافروں کے باہمی معاملات کے فیصل کرنے کے وقت اتقیا مسلمین کی ضرر رسانی اور فیصل مقدمات میں قاضی اسلام سے روگردانی ہونے لگی۔ حالانکہ کافر مکھیاؤں کے پاس برابر مقدمات پیش ہوتے رہتے ہیں گو وہ مسلمانوں کے باہمی مقدمات ہی کیوں نہ ہوں۔ (ورق ۲۹)

پنیا نامی گائے قصاب کو خود ہم نے کراچی میں مشاہدہ کیا کہ ان کافروں نے ذرا دیر میں

اسے نکال باہر کیا اور اس کا گھر تباہ و تاراج کر ڈالا۔ اور مسلمانوں سے اس پر یہ بھی نہ ہو سکا کہ اس بیچارے کو ان کے دست تظلم ہی سے چھڑا لیتے اس قصاب کا سوائے اس کے کوئی قصور نہ تھا کہ وہ گائے قصاب تھا۔ (ورق ۲۶)

ملتان باوجودیکہ سکھ کافروں کے تحت ہے اور بندر سورت حالانکہ فرنگیوں کے ہاتھ میں ہے اسی طرح بمبئی میں بھی فرنگیوں کی حکومت ہے تاہم بعض مقدمات میں بلکہ جب مسلمانوں کے مابین ہوں تو اکثر و بیشتر مقدمات میں مسلمان قاضیوں کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ اور مسلمان اور ذمی وہاں امان اسلامی پر باقی ہیں۔ (ورق ۲۹)

شہر لاہور پر سکھ کفار نے غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ تاہم قاضیوں کو عہدۂ قضا پر باقی رکھ چھوڑا ہے۔ بلکہ ان کی فوجوں میں جو مسلمان ملازم ہوتا ہے۔ اس سے یہ لوگ دریافت کرتے ہیں کہ تو نماز پڑھتا ہے یا نہیں، اگر وہ نماز پڑھتا اور جمعہ و جماعات میں علانیہ طور پر شریک ہوتا ہو تو اس کو پسندیدہ نظر سے دیکھتے ہیں ورنہ ملازمت سے اس کا اخراج کر کے اس کی تنخواہ بند کر دیتے ہیں اور اس کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ یہ نہ مسلم ہے نہ غیر مسلم"۔ (ورق ۳۰)

شہر شاہجہاں آباد میں کفار سندھیا کا غلبہ ہو گیا تاہم کچھ نہ کچھ اسلام کا ادب واحترام باقی رہا مسلمان قاضیوں کو حسب سابق بحال رکھا گیا، قضایا اور مقدمات میں ان کے فیصلوں پر عمل کیا گیا۔ سلاطین ماضی کی اولاد میں سے ایک شخص کو سلطنت بھی دیدی گو وہ ان کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنا ہوا ہے۔ نہ تو اس کا کچھ اقتدار ہے اور نہ اسکے کسی حکم کا نفاذ ہوتا ہے اور نہ اس کی کوئی بات چلتی ہے۔ چنانچہ اس سلطان ہندی کا فارسی شعر جو اس نے اپنے اعتذار میں کہا ہے اس کی معذوری پر شاہد ہے۔

مادھوجی سندھیا فرزند جگر بند من است
ہست مصروف تلافی ستمگاری ما

(ورق ۳۰)